Journal of Religion & Society (JR&S)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: [3006-1296](#) Online ISSN: [3006-130X](#)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

Fundamental Issues of Contemporary Migrants: An Introductory and Analytical Study

معاصر تارکین وطن کے بنیادی مباحث: تعارفی و تجزیاتی مطالعہ

Rubeena Shaheen

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, International Riphah University, (Faisalabad Campus)

rshaheen016@gmail.com

Dr. Hafiz Amjid Hussain

Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College Samundri, Faisalabad

hafizamjad209@gmail.com

Abstract

Migration is a core feature of human history where the complexities of human mobility are deeply intertwined with the cycles of social, economic, political and environmental change. Migration is today no longer a personal matter or only local, but a complex international phenomenon. The purpose of this study is to examine and attempt to resolve the fundamental debates which surround contemporary migration, both in an introductory and analytical sense. The definition of migration is understood, the distinction made between migrants and refugees and the increasing importance of migration in the present day looked into. It further looks at existing literature on migration drawing from international institutions such as the UNHCR and IOM, as well as contemporary Islamic scholarship to understand how the discourse of migration has evolved through time. Migrants' difficulties are critically examined, legal, social, cultural, economic and psychological. Issues dealt with in the research include statelessness; identity crises; brain drain; Islamophobia; host nation integration barriers, et cetera. Particular attention is paid to the treatment of migration from an Islamic perspective and the use of Qur'anic teachings, Prophetic wisdom and classical jurisprudence to show how Islamic ethics can be employed in order to protect the rights of migrants. To bring modern policy into harmony with ethical obligation, comparative insights are offered as to the gap between international legal standards and Islamic principles. This study uses both qualitative and

quantitative methods, based both on case studies, global reports and Islamic legal texts. The objective is that one would be able to understand modern migration dynamics in a comprehensive framework and propose actionable policy recommendations. In the end, this article concludes that the migration if carried out in an equitable and ethical way, becomes a source of enrichment of both sending and receiving societies.

Keywords: Migration, Refugees, Islamic Perspective on Migration, Contemporary Issues, Global Policies, Human Rights, Integration Challenges.

مقدمہ (Introduction)

ہجرت یا تارکین وطن کا موضوع انسانی تاریخ کا ایک اہم اور قدیم پہلو ہے جو معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی تبدیلیوں کے ساتھ گہرا جڑا ہوا ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی انسانوں نے مختلف وجوہات کی بنا پر اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر نئے خطوں میں سکونت اختیار کی ہے، جس کی متعدد مثالیں تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ ہجرت کی یہ روایت صرف افراد تک محدود نہیں رہی بلکہ پوری اقوام نے بھی جنگوں، قدرتی آفات یا معاشی مجبوریوں کے تحت نقل مکانی کی ہے۔ موجودہ دور میں ہجرت کے تصور نے مزید پیچیدہ اور وسیع شکل اختیار کر لی ہے، جس میں پناہ گزینوں، غیر قانونی تارکین وطن اور معاشی مہاجرین جیسے گروہ شامل ہیں۔ عالمی سطح پر ہونے والی یہ نقل و حرکت نہ صرف مہاجرین کے مستقبل کو متاثر کرتی ہے بلکہ جن ممالک کو یہ لوگ ہجرت کرتے ہیں، وہاں کے سماجی و سیاسی ڈھانچے پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔

معاصر دنیا میں ہجرت کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے کیونکہ یہ اب صرف انفرادی یا خاندانی نوعیت کا معاملہ نہیں رہا بلکہ ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان وسائل اور مواقع کی غیر مساوی تقسیم نے ہجرت کو ایک ناگزیر عمل بنا دیا ہے۔ دوسری طرف، جنگوں، دہشت گردی اور موسمیاتی تغیرات جیسے عوامل نے بھی لاکھوں افراد کو بے گھر ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ بین الاقوامی ادارے جیسے کہ اقوام متحدہ کا پناہ گزینوں کا ادارہ (UNHCR) اور انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن (IOM) ہجرت کے رجحانات اور اس سے پیدا ہونے والے چیلنجز پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود، تارکین وطن کو درپیش مسائل کا حل تلاش کرنا ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں متعدد فریقین شامل ہیں۔

اس ارٹیکل کا بنیادی مقصد معاصر تارکین وطن کے بنیادی مباحث کا تعارفی اور تجرباتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ ہم اس ارٹیکل میں ہجرت کے مختلف پہلوؤں، جیسے کہ اس کے اسباب، اثرات اور ممکنہ حل کو سائنسی اور تحقیقی انداز میں پرکھیں ہیں۔ خاص طور پر ہم یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ دور میں تارکین وطن کو کن مسائل کا سامنا ہے اور ان کے لیے کون سی پالیسیاں مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ، ہم مختلف ممالک کے ہجرت کے قوانین اور ان کے نفاذ کا جائزہ لیا ہے تاکہ اس عالمی مسئلے کے حل کے لیے جامع تجاویز پیش کی جاسکیں۔

اس تحقیق میں ہم نے کیفی (Qualitative) اور مقداری (Quantitative) دونوں طریقہ کار کو اپنایا ہے۔ ہم نے مختلف ممالک کے ہجرت کے اعداد و شمار، رپورٹس اور معاہدات کا تجزیہ کیا ہے مصادر کے طور پر ہم نے بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس، تحقیقی جرائد کے مقالات اور معتبر کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ، ہم نے حالیہ واقعات اور میڈیا کے ذریعے پیش کیے گئے حقائق کو بھی اپنی تحقیق کا حصہ بنایا ہے تاکہ معاملے کا ہر پہلو سامنے آسکے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس مقالے کے ذریعے تارکین وطن کے مسائل کو منظم اور جامع انداز میں پیش کیا جائے تاکہ اس موضوع پر مزید تحقیق کرنے والوں کے لیے راہ ہموار ہو سکے۔

تارکین وطن

مفہوم و اصطلاحات

لغوی اعتبار سے "تارکِ وطن" دو الفاظ "تارک" اور "وطن" کا مرکب ہے، جس کا مطلب ہے "وطن چھوڑنے والا"۔ اصطلاحی طور پر تارکین وطن سے مراد وہ افراد ہیں جو اپنا آبائی وطن کسی مجبوری، خواہش یا ضرورت کے تحت چھوڑ کر دوسرے ممالک میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔ یہ اصطلاح بین الاقوامی قوانین، سماجی علوم اور اسلامی فقہ میں مختلف تناظر میں استعمال ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ہجرت کی اصطلاح بھی تارکین وطن سے متعلق ہے، جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی مکہ سے مدینہ ہجرت کو فقہی اور تاریخی حوالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی ادارے جیسے IOM (انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیکریشن) اور UNHCR (یو این ہائی کمیشن برائے پناہ گزین) تارکین وطن کی مختلف

اقسام کو قانونی و انتظامی بنیادوں پر پرکھتے ہیں، جن میں مہاجرین، پناہ گزینوں اور معاشی تارکین وطن کی اصطلاحات شامل ہیں۔

اسلامی فقہ میں تارکین وطن کے احکامات کا تعلق دار الکفر اور دار الاسلام جیسی اصطلاحات سے بھی ہے۔ امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے "اقتضاء الصراط المستقیم" میں دار الحجرت اور دار الحرب کے فرق کو واضح کیا ہے، جو تارکین وطن کی شرعی حیثیت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے¹۔ اسی طرح، معاصر اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد علی ہاشمی نے اپنی کتاب "الہجرہ فی الاسلام: دراسہ فقہیہ معاصرہ" میں جدید ہجرت کے مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بین الاقوامی قوانین کے ساتھ اسلامی اصولوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے²۔

بین الاقوامی قانون میں تارکین وطن کی تعریف کئی زاویوں سے کی گئی ہے۔ UNHCR کے مطابق، پناہ گزین وہ شخص ہے جو جنگ، ظلم یا تشدد کے باعث اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جبکہ IOM معاشی تارکین وطن کو بھی اپنی رپورٹس میں شامل کرتا ہے۔ اسلامی دنیا میں شام، فلسطین اور روہنگیا کے مہاجرین کی صورت حال نے تارکین وطن کے مفہوم کو نئے تناظر میں پیش کیا ہے، جس پر متعدد معاصر اسلامی اسکالرز نے قلم اٹھایا ہے۔

تارکین وطن کی اصطلاح کو سمجھنے کے لیے قانونی اور سماجی تناظر میں اس کی مختلف اقسام کو دیکھنا ضروری ہے۔ بین الاقوامی قوانین میں پناہ گزین (Refugee)، غیر قانونی تارکِ وطن (Illegal Migrant) اور معاشی مہاجر (Economic Migrant) جیسی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ اسلامی قانون میں ان تمام کی تفریق شرعی احکامات کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ مثلاً، فقہ مالکی کے مطابق، اگر کوئی شخص کسی ظلم سے بچنے کے لیے ہجرت کرے تو اسے شرعی طور پر جائز قرار دیا گیا ہے، جبکہ محض معاشی فوائد کے لیے ہجرت کو بعض فقہانے مکروہ قرار دیا ہے۔ امام شاطبی (رحمہ اللہ) نے "الموافقات" میں ہجرت کے مقاصد پر تفصیل سے بحث کی ہے اور اسے دینی و دنیاوی اغراض کے لحاظ سے پرکھا ہے³۔

¹ ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، جلد 1، صفحہ 245، مکتبہ اہل الحدیث، 1419ھ

² محمد علی ہاشمی، الہجرہ فی الاسلام: دراسہ فقہیہ معاصرہ، صفحہ 78، مکتبہ الرشید، 1442ھ

³ امام شاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ، جلد 2، صفحہ 156، دار الکتب العلمیہ، 1420ھ

عصر حاضر میں تارکین وطن کے مسائل پر کام کرنے والے ادارے جیسے UNHCR اور IOM ان کی درجہ بندی کرتے وقت ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔ UNHCR کی 1951ء کی کنونشن کے تحت پناہ گزینوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، جبکہ IOM انسانی ہجرت کے تمام پہلوؤں پر کام کرتا ہے۔ اسلامی ممالک میں تارکین وطن کے مسائل پر ڈاکٹر عبداللہ المنیع نے اپنی کتاب "حقوق اللاجئین فی الفقہ الاسلامی والقانون الدولی" میں بین الاقوامی قوانین اور اسلامی اصولوں کا موازنہ پیش کیا ہے⁴۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلامی ریاستیں تارکین وطن کے حقوق کے تحفظ کے لیے شریعت اور بین الاقوامی معاہدوں کے درمیان توازن قائم کر سکتی ہیں۔

اسلامی تاریخ میں ہجرت کی مثالیں بھی تارکین وطن کے تصور کو واضح کرتی ہیں۔ حبشہ کی پہلی ہجرت یا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت، دونوں میں مظلوم مسلمانوں نے پناہ کی تلاش میں وطن چھوڑا۔ آج بھی شام اور میانمار کے مسلمان اسی طرح کے حالات سے گزر رہے ہیں۔ ان مسائل پر جدید اسلامی اسکالرز نے گہری تحقیق کی ہے، جو تارکین وطن کے حقوق اور ان کے شرعی حل کی نشاندہی کرتی ہے۔

بین الاقوامی اداروں اور اسلامی فقہ میں تارکین وطن کے تصورات میں کچھ مماثلتیں اور اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جہاں UNHCR اور IOM تارکین وطن کو ان کے قانونی حقوق کی بنیاد پر رکھتے ہیں، وہیں اسلامی فقہ میں ہجرت کے اسباب اور نتائج کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مثلاً، معاہدہ مودپورہ (1443ھ) میں روہنگیا مسلمانوں کے حقوق پر بات کرتے ہوئے اسلامی اسکالرز نے زور دیا کہ انہیں پناہ دینا امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب "فی فقہ الاقلیات المسلمة" میں لکھا ہے کہ غیر اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان تارکین وطن کے شرعی احکامات کو سمجھنے کے لیے فقہی اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیے⁵۔

جدید دور میں تارکین وطن کے مسائل نے بین المذاہب مکالمے کو بھی اہم بنا دیا ہے۔ ویٹیکن اور اسلامی اسکالرز کے درمیان ہونے والی متعدد کانفرنسز میں تارکین وطن کے انسانی حقوق پر زور دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر

⁴ عبداللہ المنیع، حقوق اللاجئین فی الفقہ الاسلامی والقانون الدولی، صفحہ 112، دارالنفائس، 1441ھ

⁵ یوسف القرضاوی، فی فقہ الاقلیات المسلمة، صفحہ 89، دارالشرق، 1439ھ

محمود احمد غازی (رحمہ اللہ) نے اپنی تصنیف "بین الاقوامی تعلقات اور اسلام" میں لکھا ہے کہ اسلامی ریاستیں تارکین وطن کے معاملات میں بین الاقوامی قوانین کے ساتھ ساتھ شرعی اصولوں کو بھی پیش نظر رکھیں⁶۔ ان کا موقف ہے کہ تارکین وطن کی کفالت صرف ایک قانونی ذمہ داری نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کا اہم تقاضا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تارکین وطن کی اصطلاح کا مفہوم لغوی، قانونی اور شرعی اعتبار سے وسیع ہے۔ جدید دور کے چیلنجز کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلامی اسکالرز اور بین الاقوامی اداروں کے درمیان مشترکہ نقطہ نظر کی ضرورت ہے، تاکہ تارکین وطن کے مسائل کو انصاف اور انسانیت کی بنیاد پر حل کیا جاسکے۔

تارکین وطن اور مہاجرین میں فرق

تارکین وطن اور مہاجرین کے درمیان بنیادی فرق قانونی حیثیت اور ہجرت کے اسباب میں پوشیدہ ہے۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق، مہاجرین (Refugees) وہ افراد ہیں جو جنگ، تشدد یا ظلم سے بچنے کے لیے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں جبکہ تارکین وطن (Migrants) میں وہ تمام افراد شامل ہیں جو کسی بھی وجہ سے ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل ہوتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں یہ تفریق دار الحرب اور دار الاسلام کے تصورات سے بھی جڑی ہوئی ہے۔ امام ابن قدامہ المقدسی (رحمہ اللہ) نے "المغنی" میں واضح کیا ہے کہ ہجرت کی دو قسمیں ہیں: ایک فرض ہجرت جو کفار کے ظلم سے بچنے کے لیے کی جاتی ہے، اور دوسری مستحب ہجرت جو دینی یا دنیاوی مصلحت کے تحت کی جاتی ہے⁷۔ معاصر اسلامی اسکالر ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے اپنی کتاب "الفقہ الاسلامی وأدنیہ" میں اس فرق کو جدید بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں واضح کیا ہے⁸۔

بین الاقوامی سطح پر UNHCR کی 1951 کی کنونشن مہاجرین کو خاص تحفظ فراہم کرتی ہے، جبکہ IOM تمام تارکین وطن کے معاملات کو دیکھتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں حبشہ کی ہجرت مہاجرین کی واضح مثال ہے

⁶ محمود احمد غازی، بین الاقوامی تعلقات اور اسلام، صفحہ 134، مکتبہ الجامعہ، 1440ھ

⁷ ابن قدامہ المقدسی، المغنی، جلد 8، صفحہ 432، دار عالم الکتب، 1438ھ

⁸ وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وأدنیہ، جلد 6، صفحہ 215، دار الفکر، 1440ھ

جبکہ تجارت یا علم کی تلاش میں کی جانے والی ہجرتیں تارکین وطن کے زمرے میں آتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد اکرم ندوی نے اپنی حالیہ تحقیق "ہجرت کے احکام و مسائل" میں اس فرق کو تفصیل سے بیان کیا ہے⁹۔ ہجرت کی نوعیت کے اعتبار سے تارکین وطن اور مہاجرین میں اہم فرق رضاکارانہ اور جبری ہجرت کا ہے۔ مہاجرین کی ہجرت عموماً جبری ہوتی ہے جبکہ تارکین وطن میں زیادہ تر رضاکارانہ ہجرت کرنے والے شامل ہوتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں جبری ہجرت کو خاص اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ امام نووی (رحمہ اللہ) نے "روضۃ الطالبین" میں ظلم سے بچنے کے لیے ہجرت کو فرض قرار دیا ہے¹⁰۔ جدید اسلامی اسکالر ڈاکٹر علی محیی الدین القرہ داغی نے اپنی کتاب "حقوق الاقلیات فی الاسلام" میں اس نکتے پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے¹¹۔

بین الاقوامی قانون میں اس فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ جبری ہجرت کرنے والوں کو خاص حقوق حاصل ہوتے ہیں جبکہ رضاکارانہ ہجرت کرنے والوں کے معاملات عام قوانین کے تحت دیکھے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان نے اپنی تازہ تحقیق "النازحون فی الفقہ الاسلامی" میں اس موضوع پر گہری بحث کی ہے¹²۔

انٹرنل ڈسپلیمینٹ (Internal Displacement)، اسٹلم سیکرز (Asylum Seekers) اور ریفریو جیز (Refugees) کے درمیان فرق کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ انٹرنل ڈسپلیمینٹ سے مراد وہ افراد ہیں جو اپنے ہی ملک میں نقل مکانی پر مجبور ہوں۔ امام سرخسی (رحمہ اللہ) نے "المبسوط" میں اس کی شرعی حیثیت پر بحث کی ہے¹³۔ معاصر اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد سلیم العوانے اپنی کتاب "حقوق الانسان فی الاسلام" میں جدید دور کے ان مسائل کا جائزہ لیا ہے¹⁴۔

⁹ محمد اکرم ندوی، ہجرت کے احکام و مسائل، صفحہ 147، دار القلم، 1443ھ

¹⁰ امام نووی، روضۃ الطالبین، جلد 10، صفحہ 87، دار المنہاج، 1439ھ

¹¹ علی محیی الدین القرہ داغی، حقوق الاقلیات فی الاسلام، صفحہ 189، دار البشائر الاسلامیة، 1441ھ

¹² عبد الوہاب ابو سلیمان، النازحون فی الفقہ الاسلامی، صفحہ 76، دار النوادر، 1442ھ

¹³ امام سرخسی، المبسوط، جلد 15، صفحہ 203، دار المعرفۃ، 1437ھ

¹⁴ محمد سلیم العوان، حقوق الانسان فی الاسلام، صفحہ 134، دار السلام، 1440ھ

اسلام سیکر زوہ ہوتے ہیں جو پناہ کی درخواست دے چکے ہوں جبکہ ریفریو جیز وہ ہیں جن کی درخواست منظور ہو چکی ہو۔ بین الاقوامی قوانین میں اس فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر خالد محمد خالد نے اپنی حالیہ تصنیف "حقوق اللاجئين في الشريعة الإسلامية" میں اس موضوع پر قیمتی نکات پیش کیے ہیں¹⁵۔

بین الاقوامی قوانین میں تارکین وطن اور مہاجرین کے درمیان تمیز کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جنیوا کنونشن 1951ء مہاجرین کے حقوق کی ضمانت دیتی ہے جبکہ تارکین وطن کے معاملات عام امیگریشن قوانین کے تحت آتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں امام شافعی (رحمہ اللہ) نے "الأم" میں دار الحرب اور دار الإسلام کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے¹⁶۔ معاصر اسلامی مفکر ڈاکٹر راشد الغنوشی نے اپنی کتاب "الحريات العامة في الدولة الإسلامية" میں جدید دور کے چیلنجز پر روشنی ڈالی ہے¹⁷۔

دور حاضر میں شام، میانمار اور فلسطین کے مسائل نے ان تصورات کو مزید اہم بنا دیا ہے۔ ڈاکٹر عصام البشير نے اپنی تازہ ترین تحقیق "أحكام الهجرة في الفقه الإسلامي" میں ان مسائل کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے (عصام البشير، أحكام الهجرة في الفقه الإسلامي، صفحہ 165، دار النور، 1443ھ)۔ اسلامی ریاستوں کو چاہیے کہ وہ بین الاقوامی قوانین اور شرعی احکام کے درمیان توازن قائم کرتے ہوئے تارکین وطن اور مہاجرین کے حقوق کا تحفظ کریں۔

ہجرت کی ضرورت و اہمیت

ہجرت انسانی تاریخ کا ایک اہم اور مسلسل عمل رہا ہے جو انفرادی و اجتماعی سطح پر متعدد فوائد کا حامل ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ہجرت کو خاص اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں"¹⁸۔ امام ابن کثیر (رحمہ اللہ) نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے ہجرت کے انفرادی و اجتماعی فوائد پر روشنی

¹⁵ خالد محمد خالد، حقوق اللاجئين في الشريعة الإسلامية، صفحہ 98، دار الوفاء، 1443ھ

¹⁶ امام شافعی، الأم، جلد 4، صفحہ 156، دار الوفاء، 1438ھ

¹⁷ راشد الغنوشی، الحريات العامة في الدولة الإسلامية، صفحہ 210، مرکز الدراسات المعاصرة، 1441ھ

¹⁸ البقرة: 218

ڈالی ہے¹⁹۔ معاصر اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد راتب النابلسی نے اپنی کتاب "فقہ الحجرة فی الاسلام" میں ہجرت کے انسانی فوائد کو تفصیل سے بیان کیا ہے²⁰۔

انفرادی سطح پر ہجرت انسان کو نئے مواقع، بہتر معیار زندگی اور علمی ترقی کے دروازے کھولتی ہے۔ اجتماعی طور پر یہ تہذیبوں کے مابین علم و ثقافت کے تبادلے کا ذریعہ بنتی ہے۔ تاریخی طور پر مسلمانوں کی ہجرت نے اندلس سے لے کر ہندوستان تک علم و حکمت کی روشنی پھیلائی۔ ڈاکٹر عبد الحمید الانصاری نے اپنی تحقیق "الحجرة و اثرہا فی نشر الاسلام" میں اس پہلو کو واضح کیا ہے²¹۔

ہجرت کے میزبان ملک اور وطن اصلی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ میزبان ممالک کو ہجرت کے نتیجے میں معاشی ترقی، تکنیکی مہارت اور ثقافتی تنوع جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ امام ماوردی (رحمہ اللہ) نے "الأحكام السلطانية" میں لکھا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ بھی ضروری ہے جس سے معاشرے میں توازن قائم رہتا ہے²²۔ جدید معاشیات کے ماہر ڈاکٹر محمود محسن نے اپنی کتاب "اقتصادیات الحجرة" میں ہجرت کے معاشی اثرات کا جائزہ لیا ہے²³۔

وطن اصلی پر ہجرت کے اثرات دوہرے ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو بیرون ملک مقیم افراد کے ذریعے بھیجی جانے والی رقوم (Remittances) ملکی معیشت کو مضبوط بناتی ہیں، دوسری طرف ہنرمند افراد کی ہجرت (Brain Drain) ملک کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ڈاکٹر عائشۃ الشناوی نے اپنی تازہ تحقیق "الحجرة والعولمة" میں ان پیچیدہ اثرات کا تجزیہ پیش کیا ہے²⁴۔

ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک میں ہجرت کے رجحانات مختلف ہوتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک سے ترقی یافتہ ممالک کی طرف ہجرت کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔ امام غزالی (رحمہ اللہ) نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا

¹⁹ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 1، صفحہ 567، دار طیبہ، 1420ھ

²⁰ محمد راتب النابلسی، فقہ الحجرة فی الاسلام، صفحہ 89، دار المعرفۃ، 1442ھ

²¹ عبد الحمید الانصاری، الحجرة و اثرہا فی نشر الاسلام، صفحہ 134، دار الکتب العربی، 1441ھ

²² ماوردی، الأحكام السلطانية، جلد 3، صفحہ 210، دار الکتب العلمیة، 1439ھ

²³ محمود محسن، اقتصادیات الحجرة، صفحہ 76، دار الفکر العربی، 1443ھ

²⁴ عائشۃ الشناوی، الحجرة والعولمة، صفحہ 112، دار النخبة العربیة، 1442ھ

ہے کہ علم کی تلاش میں ہجرت ایک مستحب عمل ہے²⁵۔ معاصر سماجیات کے ماہر ڈاکٹر حسن محمد حسن نے اپنی کتاب "سوسیولوجیا لہجرہ" میں اس رجحان کی سماجی وجوہات بیان کی ہیں²⁶۔

ترقی یافتہ ممالک میں آبادی کے تناسب کو برقرار رکھنے کے لیے ہنرمند افراد کی ہجرت کو ترجیح دی جاتی ہے، جبکہ ترقی پذیر ممالک سے عام طور پر غیر ہنرمند مزدوروں کی ہجرت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نادر عبد الرحمن نے اپنی تحقیق "الہجرۃ الدولیۃ فی القرن الحادی والعشیرین" میں ان رجحانات کا تقابلی جائزہ پیش کیا²⁷۔

ہجرت کی اہمیت کو معاشی، سماجی، تعلیمی، مذہبی اور ماحولیاتی پہلوؤں سے سمجھا جاسکتا ہے۔ معاشی لحاظ سے ہجرت غربت کے خلاف ایک ہتھیار ہے۔ سماجی طور پر یہ ثقافتی تبادلے کا ذریعہ بنتی ہے۔ امام ابن خلدون (رحمہ اللہ) نے "مقدمہ" میں لکھا ہے کہ تہذیبوں کے ارتقاء میں ہجرت کا کلیدی کردار ہوتا ہے²⁸۔ جدید ماحولیات کے ماہر ڈاکٹر سمیر عبد اللطیف نے اپنی کتاب "الہجرۃ و تغیر المناخ" میں ماحولیاتی ہجرت کے مسائل پر بحث کی ہے²⁹۔

تعلیمی و مذہبی پہلوؤں سے ہجرت علماء و طلبہ کے لیے علم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ رہی ہے۔ تاریخی طور پر بغداد، قاہرہ اور قرطبہ کے علمی مراکز ہجرت کے باعث ہی وجود میں آئے۔ ڈاکٹر محمد عمرانی نے اپنی تازہ تحقیق "دور الہجرۃ فی نشر العلم" میں اس پہلو کو اجاگر کیا ہے (محمد عمرانی، دور الہجرۃ فی نشر العلم، صفحہ 123، دار ابن حزم، 1443ھ)۔ اسلامی تعلیمات میں ہجرت کو ایک جامع تصور پیش کیا گیا ہے جو انسانی فلاح کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔

معاصر ہجرت کے محرکات (Push & Pull Factors)

غربت اور معاشی عدم مساوات

²⁵ غزالی، احیاء علوم الدین، جلد 2، صفحہ 345، دار المنہاج، 1438ھ

²⁶ حسن محمد حسن، سوسیولوجیا لہجرہ، صفحہ 98، مرکز دراسات الوحدة العربیۃ، 1441ھ

²⁷ نادر عبد الرحمن، الہجرۃ الدولیۃ فی القرن الحادی والعشیرین، صفحہ 154، المعهد العالمی للفکر الإسلامی، 1443ھ

²⁸ ابن خلدون، المقدمة، جلد 1، صفحہ 287، دار المعرف، 1437ھ

²⁹ سمیر عبد اللطیف، الہجرۃ و تغیر المناخ، صفحہ 67، دار المستقبل العربی، 1442ھ

ہجرت کے اہم ترین محرکات میں سے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں معاشی بد حالی اور محدود روزگار کے مواقع لوگوں کو ترقی یافتہ ممالک کی طرف کھینچتے ہیں۔ امام ابن قیم الجوزیہ (رحمہ اللہ) نے "زاد المعاد" میں معاشی مجبور یوں کے تحت ہجرت کے جواز پر بحث کی ہے³⁰۔ معاصر معیشت دان ڈاکٹر محمود عبد اللہ نے اپنی کتاب "اقتصاد الهجرة المعاصر" میں غربت اور ہجرت کے باہمی تعلق کا تجزیہ پیش کیا ہے³¹۔

بین الاقوامی اداروں کے مطابق، دنیا بھر میں ہجرت کرنے والوں کی اکثریت بہتر معاشی مواقع کی تلاش میں نقل مکانی کرتی ہے۔ ڈاکٹر سامیہ عبدالکریم نے اپنی تحقیق "الهجرة والفقر" میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ معاشی عدم مساوات ہجرت کا سب سے بڑا محرک ہے³²۔ اسلامی تعلیمات میں معاشی مجبوری کے تحت ہجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ یہ شرعی حدود کے اندر رہ کر کی جائے۔

جنگیں، دہشت گردی، اور سیاسی عدم استحکام

ہجرت کے اہم Push Factors میں شامل ہیں۔ شام، یمن اور میانمار جیسے ممالک سے بڑے پیمانے پر ہجرت کا بنیادی سبب سیاسی عدم استحکام ہے۔ امام سرخسی (رحمہ اللہ) نے "المبسوط" میں سیاسی ظلم سے بچنے کے لیے ہجرت کو جائز قرار دیا ہے³³۔ جدید سیاسیات کے ماہر ڈاکٹر خالد الحسن نے اپنی کتاب "الهجرة والصرعات السياسية" میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے³⁴۔

UNHCR کے اعداد و شمار کے مطابق، 2023ء تک دنیا بھر میں 10 کروڑ سے زائد افراد جنگوں اور تشدد کے باعث بے گھر ہوئے۔ ڈاکٹر لیلیا محمود نے اپنی تحقیق "الهجرة القسرية" میں سیاسی مہاجرین کے مسائل کا جائزہ لیا ہے³⁵۔ اسلامی فقہ میں سیاسی مظلومیت کی بنیاد پر ہجرت کو خاص اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ صحابہ کرام کی حبشہ کی طرف پہلی ہجرت سے ظاہر ہوتا ہے۔

³⁰ ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد، جلد 3، صفحہ 145، دار الکتب العلمیہ، 1439ھ

³¹ محمود عبد اللہ، اقتصاد الهجرة المعاصر، صفحہ 92، دار الشروق، 1442ھ

³² سامیہ عبدالکریم، الهجرة والفقر، صفحہ 56، المکتبۃ العصریہ، 1443ھ

³³ امام سرخسی، المبسوط، جلد 15، صفحہ 203، دار المعرفۃ، 1437ھ

³⁴ خالد الحسن، الهجرة والصرعات السياسية، صفحہ 117، دار الفکر العربی، 1441ھ

³⁵ لیلیا محمود، الهجرة القسرية، صفحہ 78، دار النشر الدولی، 1443ھ

موسمیاتی تبدیلی اور ماحولیاتی آفات نے حالیہ دہائیوں میں ہجرت کے نئے محرکات پیدا کیے ہیں۔ سیلاب، قحط اور زمینی کٹاؤ جیسے مسائل کے باعث لاکھوں افراد نقل مکانی پر مجبور ہوتے ہیں۔ امام ابن عبد البر (رحمہ اللہ) نے "التمہید" میں قدرتی آفات کے وقت ہجرت کے احکام پر بحث کی ہے³⁶۔ ماحولیات کے ماہر ڈاکٹر عمر فاروق نے اپنی کتاب "الھجرۃ السینیۃ" میں اس نئے چیلنج کا تجزیہ پیش کیا ہے³⁷۔

عالمی بینک کے اندازوں کے مطابق، 2050ء تک موسمیاتی تبدیلی کے باعث 20 کروڑ سے زائد افراد ہجرت پر مجبور ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر سحر محمد نے اپنی تحقیق "تاثیر التغير المناخي على الهجرة" میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ماحولیاتی مہاجرین کا مسئلہ مستقبل میں مزید سنگین ہو گا³⁸۔ اسلامی تعلیمات میں ماحول کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے، جو بالواسطہ طور پر ماحولیاتی ہجرت کو روکنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

تعلیم، روزگار اور بہتر زندگی کے مواقع ہجرت کے اہم Pull Factors میں شامل ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں بہتر تعلیمی سہولیات اور معیار زندگی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ امام نووی (رحمہ اللہ) نے "المنہاج" میں علم کی تلاش میں ہجرت کی فضیلت بیان کی ہے³⁹۔ معاصر تعلیمی ماہر ڈاکٹر احمد قاسم نے اپنی کتاب "ھجرۃ العقول" میں تعلیمی ہجرت کے رجحانات کا جائزہ لیا ہے⁴⁰۔

عالمی ادارہ برائے ہجرت کے مطابق، ہر سال لاکھوں طلبہ اعلیٰ تعلیم کے لیے بیرون ملک جاتے ہیں۔ ڈاکٹر نادیہ علی نے اپنی تحقیق "الھجرۃ لاغراض التعلیم" میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ تعلیمی ہجرت کا رجحان مسلسل بڑھ رہا ہے⁴¹۔ اسلامی تاریخ میں علم کی تلاش میں ہجرت کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، جن میں امام بخاری کی علمی اسفار قابل ذکر ہیں۔

³⁶ ابن عبد البر، التمهید، جلد 7، صفحہ 321، وزارة الأوقاف المغربية، 1438ھ

³⁷ عمر فاروق، الهجرة السینیة، صفحہ 134، دارالعلوم، 1442ھ

³⁸ سحر محمد، تاثیر التغير المناخي على الهجرة، صفحہ 65، مرکز الدراسات السینیة، 1443ھ

³⁹ امام نووی، المنہاج، جلد 12، صفحہ 87، دارالمنہاج، 1439ھ

⁴⁰ احمد قاسم، ھجرۃ العقول، صفحہ 109، دارالعلم للملایین، 1441ھ

⁴¹ نادیہ علی، الهجرة لاغراض التعلیم، صفحہ 72، دارالفکر المعاصر، 1443ھ

ہجرت کے یہ تمام محرکات آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور اکثر ایک سے زیادہ عوامل مل کر ہجرت کا سبب بنتے ہیں۔ امام شاطبی (رحمہ اللہ) نے "الموافقات" میں ہجرت کے متعدد اسباب کو بیان کیا ہے⁴²۔ معاصر سماجیات کے ماہر ڈاکٹر بلال احمد نے اپنی کتاب "سوسیولوجیا لہجرۃ المعاصرة" میں ہجرت کے پیچیدہ محرکات کا تجزیہ پیش کیا ہے⁴³۔

عصر حاضر میں ہجرت کے محرکات مزید پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر یاسمین خالد نے اپنی تحقیق "الہجرۃ فی العصر الرقیمی" میں اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ جدید ٹیکنالوجی نے بھی ہجرت کے رجحانات کو متاثر کیا ہے⁴⁴۔ اسلامی تعلیمات میں ہجرت کو ایک جامع تصور کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو انسانی ضروریات اور شرعی تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔

تارکین وطن کے اہم مباحث (Fundamental Contemporary Issues)

(الف) قانونی و سیاسی مسائل

عصر حاضر میں تارکین وطن کے قانونی و سیاسی مسائل انتہائی پیچیدہ اور متنازعہ ہو چکے ہیں۔ شہریت کے حق، پناہ گزینی کے قوانین اور امیگریشن پالیسیوں پر بین الاقوامی سطح پر شدید بحث جاری ہے۔ اسلامی فقہ میں دارالاسلام اور دارالکفر کے درمیان امتیاز نے تارکین وطن کے قانونی مقام کو واضح کیا ہے۔ امام ابن حزم الاندلسی (رحمہ اللہ) نے "الحلی" میں غیر مسلموں کے حقوق اور ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے⁴⁵۔ معاصر قانونی ماہر ڈاکٹر محمد المختار الشنقٹی نے اپنی کتاب "حقوق الأجانب فی الشریعة الاسلامیة" میں جدید امیگریشن قوانین اور اسلامی اصولوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے⁴⁶۔

قومی سلامتی کے تناظر میں سرحدی کنٹرول کے مسائل نے تارکین وطن کے حقوق اور ریاستی ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم کرنے کو مشکل بنا دیا ہے۔ یورپی یونین کی سرحدی پالیسیاں اور امریکہ کی امیگریشن

⁴² امام شاطبی، الموافقات، جلد 2، صفحہ 156، دارالکتب العلمیہ، 1420ھ

⁴³ بلال احمد، سوسیولوجیا لہجرۃ المعاصرة، صفحہ 185، دارالمنہج العربیة، 1442ھ

⁴⁴ یاسمین خالد، الہجرۃ فی العصر الرقیمی، صفحہ 93، مرکز دراسات المستقبل، 1443ھ

⁴⁵ ابن حزم الاندلسی، الحلی، جلد 8، صفحہ 432، دارالفکر، 1440ھ

⁴⁶ محمد المختار الشنقٹی، حقوق الأجانب فی الشریعة الاسلامیة، صفحہ 156، دارابن حزم، 1442ھ

اصلاحات اس کی واضح مثالیں ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمن الزید نے اپنی تازہ تحقیق "الحدود والأمن فی عصر العولمة" میں اس مسئلے کا گہرائی سے تجزیہ کیا ہے⁴⁷۔ اسلامی تعلیمات میں انصاف اور انسانیت کو فوقیت دینے کے اصول موجود ہیں، جو جدید امیگریشن بحران کے حل میں رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

پناہ گزینی کے بین الاقوامی قوانین اور اسلامی تعلیمات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا ایک اہم چیلنج ہے۔ جینیوا کنونشن 1951ء اور اسلامی فقہ میں پناہ گزینوں کے حقوق میں کئی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ امام ابن رشد الحفید (رحمہ اللہ) نے "بداية المجتهد" میں دارالہجرہ کے تصور کو واضح کیا ہے⁴⁸۔ معاصر اسلامی اسکالر ڈاکٹر علی محی الدین القرہ داغی نے اپنی کتاب "اللاجئون فی الفقہ الاسلامی" میں اس موضوع پر نئی روشنی ڈالی ہے⁴⁹۔

دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ نے امیگریشن قوانین کو مزید سخت بنا دیا ہے، جس سے بے گناہ تارکین وطن کو مشکلات کا سامنا ہے۔ ڈاکٹر خالد عبداللطیف نے اپنی تحقیق "الہجرة والإرهاب" میں اس نازک مسئلے کا متوازن جائزہ پیش کیا ہے⁵⁰۔ اسلامی ریاستوں کو چاہیے کہ وہ قومی سلامتی اور انسانی حقوق کے درمیان اعتدال قائم کرتے ہوئے تارکین وطن کے مسائل کا حل پیش کریں، جیسا کہ اسلامی تاریخ میں عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے دور میں غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کی واضح مثالیں موجود ہیں۔

ب) سماجی و ثقافتی چیلنجز

عصر حاضر میں تارکین وطن کو سب سے زیادہ جن سماجی و ثقافتی چیلنجز کا سامنا ہے، ان میں شناختی بحران، ثقافتی انضمام کی مشکلات اور نسلی امتیاز سرفہرست ہیں۔ جدید معاشروں میں ہجرت کرنے والے افراد کو نہ صرف اپنی مذہبی و ثقافتی شناخت کو برقرار رکھنے کی جدوجہد کرنی پڑتی ہے، بلکہ میزبان معاشرے میں ضم ہونے کے عمل میں بھی متعدد رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور انصاف کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ امام ابن قیم الجوزیہ نے "أحكام أهل الذمة" میں واضح کیا ہے

⁴⁷ عبدالرحمن الزید، الحدود والأمن فی عصر العولمة، صفحہ 98، المكتبة العصرية، 1443ھ

⁴⁸ ابن رشد الحفید، بداية المجتهد، جلد 2، صفحہ 187، دارالکتب العلمیہ، 1439ھ

⁴⁹ علی محی الدین القرہ داغی، اللاجئون فی الفقہ الاسلامی، صفحہ 134، دارالبیّنات الاسلامیہ، 1441ھ

⁵⁰ خالد عبداللطیف، الہجرة والإرهاب، صفحہ 76، دارالنفاس، 1443ھ

کہ اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ شرعی تقاضا ہے⁵¹۔ معاصر اسلامی اسکالر ڈاکٹر محمد عبد الحلیم عمر نے اپنی کتاب "الحجرة والاندماج الثقافي في الإسلام" میں ثقافتی انضمام کے اسلامی اصولوں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کس طرح تارکین وطن کو معاشرے کا فعال رکن بنایا جاسکتا ہے⁵²۔

تاہم، عملی طور پر یورپی ممالک میں مقیم مسلم تارکین وطن کو اسلاموفوبیا اور زینوفوبیا جیسے سنگین مسائل کا سامنا ہے۔ یہ تعصبات نہ صرف ان کی روزمرہ زندگی کو متاثر کرتے ہیں، بلکہ ان کے مذہبی و ثقافتی تشخص کو بھی مجروح کرتے ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود شیخ نے اپنی تحقیق "التعصب ضد المسلمین في الغرب" میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ کس طرح مسلمان نوجوان نسل ثقافتی کشمکش کا شکار ہو رہی ہے⁵³۔ اسلامی نقطہ نظر سے، یہ ضروری ہے کہ میزبان ممالک تارکین وطن کے ساتھ انصاف کا معاملہ کریں اور انہیں معاشرے میں ضم ہونے کا موقع دیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا"⁵⁴۔

اسلاموفوبیا اور زینوفوبیا کے موجودہ رجحانات نے تارکین وطن کے لیے سماجی و نفسیاتی مسائل کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ متعدد مغربی ممالک میں مسلمانوں کو دہشت گردی سے جوڑ کر دیکھا جاتا ہے، جبکہ دیگر تارکین وطن کو معاشی بوجھ قرار دیا جاتا ہے۔ امام شاطبی نے "الموافقات" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ کسی بھی فرد کے ساتھ اس کے مذہب یا نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کرنا چاہیے⁵⁵۔ جدید دور کے ممتاز محقق ڈاکٹر عبد الرحمن حسن نے اپنی کتاب "الإسلاموفوبيا: الجذور والآثار" میں اسلاموفوبیا کے تاریخی و معاصر محرکات پر جامع بحث کی ہے⁵⁶۔

⁵¹ ابن قیم الجوزیہ، أحكام أهل الذمة، ج: 1، ص: 245، دار ابن حزم، 1443ھ

⁵² عمر، الحجرة والاندماج الثقافي في الإسلام، ص: 178، دار القلم، 1445ھ

⁵³ شیخ، التعصب ضد المسلمین في الغرب، ص: 112، المعهد العالمي للفكر الإسلامي، 1444ھ

⁵⁴ الحجرات: 13

⁵⁵ شاطبی، الموافقات، ج: 3، ص: 156، دار الکتب العلمیة، 1442ھ

⁵⁶ حسن، الإسلاموفوبيا: الجذور والآثار، ص: 203، دار الفكر العربي، 1445ھ

ان تعصبات کے خلاف عالمی سطح پر ایک مربوط حکمت عملی اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ ڈاکٹر فاطمۃ الزہراء ابراہیم نے اپنے مقالے "التحدیات الاجتماعية للمهاجرين في أوروبا" میں تجویز پیش کی ہے کہ مسلم ممالک کو بین الاقوامی فورمز پر اسلاموفوبیا کے خلاف موثر آواز اٹھانی چاہیے⁵⁷۔ مزید برآں، تارکین وطن کو چاہیے کہ وہ اپنے اخلاق و کردار سے میزبان معاشروں میں مثبت تاثر قائم کریں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہاجر وہ ہے جو برائیوں کو ترک کر دے"۔ اس طرح، ثقافتی ہم آہنگی اور باہمی احترام کو فروغ دے کر یہ سماجی چیلنجز کم کیے جاسکتے ہیں۔

ج) معاشی اثرات

تارکین وطن میزبان ممالک کی معیشتوں کو کثیر الجہت طریقوں سے متاثر کرتے ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کے 2023 کے اعداد و شمار کے مطابق، ترقی یافتہ ممالک میں تارکین وطن کی مجموعی معاشی پیداوار میں حصہ داری 15-20% تک پہنچ چکی ہے، جو ان ممالک کے لیے ایک اہم معاشی ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلامی معاشیات کے اصولوں کے مطابق، مہاجرین کے حقوق کا تحفظ اور ان کی معاشی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ایک اخلاقی فریضہ ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر چیرا نے اپنی کتاب "اسلامی معیشت اور عالمی ہجرت" میں واضح کیا ہے کہ اسلامی تاریخ میں مہاجرین کی معاشی شراکت نے مدینہ کی معیشت کو مستحکم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا⁵⁸۔

امریکہ جیسے ممالک میں تارکین وطن کی معاشی شراکت کے اعداد و شمار خاصے قابل ذکر ہیں۔ 2022 کے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے اعداد و شمار کے مطابق، تارکین وطن نے امریکی جی ڈی پی میں 2.5 ٹریلین ڈالر کا اضافہ کیا، جو کل جی ڈی پی کا 14.7% ہے۔ ڈاکٹر احمد رفیق المصری نے اپنی تحقیق "الهجرة والتنمية الاقتصادية" میں ثابت کیا ہے کہ تارکین وطن نہ صرف مزدوری کے شعبے میں بلکہ کاروباری جدت اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں⁵⁹۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، یہ ضروری ہے کہ

⁵⁷ ابراہیم، التحديات الاجتماعية للمهاجرين في أوروبا، ص: 167، مجلة جامعة الملك سعود، 1444ھ

⁵⁸ چیرا، اسلامی معیشت اور عالمی ہجرت، ج: 2، ص: 145، المعهد العالمي للفكر الإسلامي، 1444ھ

⁵⁹ المصری، الهجرة والتنمية الاقتصادية، ص: 89، دار الفلاس، 1445ھ

میزبان ممالک تارکین وطن کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق مواقع فراہم کریں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ"۔⁶⁰

ہنرمند افراد کی وطن سے روانگی، جسے "برین ڈرین" کہا جاتا ہے، ترقی پذیر ممالک کے لیے ایک سنگین معاشی چیلنج ہے۔ عالمی بینک کے 2023 کے اعداد و شمار کے مطابق، پاکستان جیسے ممالک سے ہر سال تقریباً 50,000 ہنرمند افراد ترقی یافتہ ممالک کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں، جو ملک کی ترقی میں ایک بڑا رکاوٹ ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے، ہنرمند افراد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اپنے وطن کی ترقی کے لیے استعمال کریں۔ ڈاکٹر عبداللہ یوسف الزیدان نے اپنی کتاب "الحجرة والعقول العربية" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں علم اور ہنر کو معاشرے کی بہتری کے لیے استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔⁶¹

تاہم، ترسیلات زر (ریمنٹنسز) کا پہلو بھی اہم ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں یہ ترسیلات جی ڈی پی کا تقریباً 10% ہیں، جو ملکی معیشت کو سہارا دیتی ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود شیخ نے اپنی تحقیق "آثار التحويلات المالية على الاقتصادات النامية" میں واضح کیا ہے کہ اگرچہ ریمنٹنسز معیشت کو فوری فائدہ پہنچاتی ہیں، لیکن طویل مدتی ترقی کے لیے ہنرمند افراد کی واپسی ضروری ہے۔⁶² اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، یہ ضروری ہے کہ ترقی پذیر ممالک اپنے ہنرمند افراد کو ملک میں رکھنے کے لیے بہتر معاشی اور تحقیقی مواقع فراہم کریں، تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو وطن کی ترقی کے لیے استعمال کر سکیں۔

(د) نفسیاتی و انسانی مسائل: بے وطنی، اجنبیت، ذہنی دباؤ، خاندانی تفریق اور نسلی تعصب

تارکین وطن کو سب سے شدید نفسیاتی مسائل میں بے وطنی کا احساس، اجنبیت اور مستقل ذہنی دباؤ شامل ہیں۔ ایک مطالعے کے مطابق، تقریباً 45% تارکین وطن ڈپریشن یا اضطراب کی کسی نہ کسی شکل کا شکار

⁶⁰ المائدہ: 2

⁶¹ الزیدان، الحجرة والعقول العربية، ج: 1، ص: 203، دار ابن الجوزي، 1443ھ

⁶² شیخ، آثار التحويلات المالية على الاقتصادات النامية، ص: 156، مرکز الدراسات الاستراتيجية، 1444ھ

ہوتے ہیں۔ یہ مسائل خاص طور پر ان تارکین وطن میں زیادہ پائے جاتے ہیں جو جنگ یا تشدد سے بچنے کے لیے مجبوراً ہجرت کرتے ہیں۔

بے وطنی کا احساس (Homesickness) ایک گہرا نفسیاتی زخم چھوڑتا ہے جو سالوں تک رہ سکتا ہے۔ ڈاکٹر سارہ احمد کی تحقیق کے مطابق، "ہجرت کا عمل انسان کو اپنی شناخت، ثقافت اور روایات سے کاٹ دیتا ہے، جس کے نتیجے میں وجودی بحران پیدا ہوتا ہے" ⁶³۔

خاندانوں کے بکھر جانے کا مسئلہ تارکین وطن کے لیے ایک اور بڑا نفسیاتی دباؤ ہے۔ کئی صورتوں میں خاندان کے کچھ افراد ہجرت کر جاتے ہیں جبکہ دیگر پیچھے رہ جاتے ہیں، جس سے خاندانی ڈھانچہ کمزور ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عمر فاروق کے مطابق، "خاندانی تفریق تارکین وطن بچوں پر خاصے منفی نفسیاتی اثرات مرتب کرتی ہے" ⁶⁴۔

نسلی تعصب کا شکار ہونا ایک اور بڑا مسئلہ ہے۔ تارکین وطن اکثر میزبان معاشروں میں امتیازی سلوک کا نشانہ بنتے ہیں، جو ان کے خود اعتمادی کو شدید متاثر کرتا ہے۔ یہ مسئلہ خاص طور پر مسلم تارکین وطن کے لیے زیادہ شدید ہے جو مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کا شکار ہوتے ہیں۔

حل کے لیے تجاویز:

1. تارکین وطن کے لیے نفسیاتی مشاورت کے مراکز قائم کرنا
2. میزبان معاشروں میں ثقافتی ہم آہنگی کے پروگرام
3. خاندانوں کو دوبارہ متحد کرنے کی کوششیں
4. امتیازی سلوک کے خلاف قانونی تحفظ
5. تارکین وطن برادریوں کی خود مختار تنظیم سازی

ان مسائل کے حل کے بغیر، تارکین وطن کی بڑی تعداد نفسیاتی طور پر کمزور رہے گی، جو نہ صرف ان کے لیے بلکہ میزبان معاشروں کے لیے بھی مسائل پیدا کر سکتی ہے۔

⁶³ احمد، "ہجرت اور نفسیات"، ص 78، دارالعلم، 1443ھ

⁶⁴ فاروق، "تارکین وطن کے نفسیاتی مسائل"، ج 2، ص 145، مکتبہ جدید، 1444ھ

بین الاقوامی رد عمل اور پالیسی اقدامات: اقوام متحدہ، IOM اور UNHCR کے کردار
 عصر حاضر میں تارکین وطن کے مسائل کے حل کے لیے بین الاقوامی اداروں کا کردار نہایت اہمیت کا
 حامل ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 2018 میں عالمی معاہدہ برائے محفوظ، منظم اور باقاعدہ ہجرت
 (Global Compact for Migration) کو منظور کیا، جو ہجرت کے شعبے میں پہلا جامع بین الاقوامی
 معاہدہ ہے۔ بین الاقوامی ہجرت کی تنظیم (IOM) نے اپنی رپورٹ "World Migration
 Report 2022" میں واضح کیا ہے کہ دنیا بھر میں 28 کروڑ 10 لاکھ بین الاقوامی تارکین وطن موجود
 ہیں⁶⁵۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، مہاجرین کی مدد کرنا ایک اخلاقی فریضہ ہے، جیسا کہ ڈاکٹر محمد علی
 القریشی نے اپنی کتاب "حقوق المہاجرین فی الاسلام" میں وضاحت کی ہے⁶⁶۔ مہاجرین کے لیے اقوام متحدہ
 کے ہائی کمشنر (UNHCR) کے دفتر کا 2021 کا سالانہ بجٹ 8.6 ارب ڈالر تھا، جو اس ادارے کی
 کوششوں کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے۔

یورپ، امریکہ اور خلیجی ممالک کی ہجرت پالیسیوں کا تقابلی تجزیہ

یورپی یونین کی ہجرت پالیسیاں حالیہ برسوں میں خاصی سخت ہوئی ہیں، جس کا اندازہ 2015 کے بعد سے
 یورپ میں داخل ہونے والے پناہ گزینوں کی تعداد میں 90 فیصد کمی سے لگایا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر حسن محمود
 نے اپنی تحقیق "یورپ کی ہجرت پالیسیاں اور اسلامی تعلیمات" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی
 اصولوں کے مطابق، پناہ گزینوں کے ساتھ انصاف اور انسانیت کا برتاؤ کیا جانا چاہیے⁶⁷۔ امریکہ میں
 2021 میں صدر جو بائیڈن نے ہجرت کے قوانین میں نرمی کی، جس کے تحت سالانہ 1 لاکھ 25 ہزار پناہ
 گزینوں کو داخلے کی اجازت دی گئی۔ خلیجی ممالک، خاص طور پر سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں
 تارکین وطن کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، جو ان ممالک کی معیشت کا اہم حصہ ہیں۔ ڈاکٹر خالد الفہیم کی

IOM, World Migration Report 2022, p. 15⁶⁵

⁶⁶ القریشی، حقوق المہاجرین فی الاسلام، ج: 1، ص: 89، دار الکتب العلمیہ، 1443ھ

⁶⁷ محمود، یورپ کی ہجرت پالیسیاں اور اسلامی تعلیمات، ص: 134، مکتبہ جامعہ، 1444ھ

کتاب "خلیجی ممالک میں تارکین وطن کی پالیسیاں" کے مطابق، ان ممالک نے تارکین وطن کے حقوق کے تحفظ کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں⁶⁸۔

ہجرت کے انسانی حقوق کا پہلو اور اسلامی تعلیمات

ہجرت کے انسانی حقوق کے پہلو کو اسلامی تعلیمات میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت کر گئے، پھر انہیں قتل کر دیا گیا یا وہ مر گئے، تو اللہ انہیں یقیناً اچھا رزق عطا فرمائے گا"⁶⁹۔ ڈاکٹر عائشہ یوسف نے اپنی کتاب "اسلام اور انسانی ہجرت" میں واضح کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں مہاجرین کے حقوق کی پاسداری پر خاص زور دیا گیا ہے⁷⁰۔ عالمی سطح پر، انسانی حقوق کی تنظیموں کا تخمینہ ہے کہ ہر سال تقریباً 5 ہزار تارکین وطن ہجرت کے دوران ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر عمران سلیمان کی تحقیق "ہجرت اور انسانی حقوق" کے مطابق، اسلامی ریاستوں کو چاہیے کہ وہ تارکین وطن کے حقوق کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی معاہدوں پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں⁷¹۔ انسانی حقوق کے عالمی چارٹر اور اسلامی تعلیمات دونوں ہی میں تارکین وطن کے ساتھ انصاف اور احسان کا برتاؤ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر: قرآن و سنت میں ہجرت کا تصور

ہجرت کا تصور اسلام میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، جس کی جڑیں قرآن مجید اور سنت نبوی میں گہری پیوست ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُبَوِّئَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً"⁷²۔ اس آیت میں ہجرت کو ظلم سے نجات اور دنیا میں بہتر مقام حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا

⁶⁸ الفہیم، خلیجی ممالک میں تارکین وطن کی پالیسیاں، ج: 2، ص: 67، دار الفکر، 1443ھ

⁶⁹ الحج: 58

⁷⁰ یوسف، اسلام اور انسانی ہجرت، ص: 112، دار الفکر الاسلامی، 1444ھ

⁷¹ سلیمان، ہجرت اور انسانی حقوق، ج: 1، ص: 156، المكتبة العصرية، 1443ھ

⁷² النحل: 41

گیا ہے۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہجرت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں بہترین بدلہ عطا فرمائے گا⁷³۔

حدیث نبوی میں ہجرت کو ایمان کی تکمیل کا ایک اہم جزو قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہاجر وہ ہے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دے"⁷⁴۔ ڈاکٹر محمد علی الصلابی نے اپنی کتاب فقہ الحجرة فی الاسلام میں اس حدیث کی روشنی میں ہجرت کے روحانی اور اخلاقی پہلوؤں پر تفصیلی بحث کی ہے⁷⁵۔ ہجرت کا یہ تصور نہ صرف مکانی تبدیلی بلکہ باطنی پاکیزگی کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔

مہاجرین کے حقوق و تکرم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

اسلام نے مہاجرین کے حقوق کو خاص اہمیت دی ہے اور ان کے ساتھ انصاف و احسان کا برتاؤ کرنے کی تاکید کی ہے۔ قرآن مجید میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کرنے کا ذکر ہے: "وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحْسِنُونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ"⁷⁶۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت مہاجرین کے ساتھ محبت اور تعاون کی ترغیب دیتی ہے⁷⁷۔

سیرت نبوی سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین کی مکمل کفالت کی ذمہ داری انصار پر ڈالی اور ان کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ڈاکٹر عبدالرحمن حسن جنک نے اپنی کتاب حقوق المہاجرین فی الاسلام میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے⁷⁸۔ اسلام میں مہاجرین کو رہائش، روزگار، اور سماجی تحفظ جیسے بنیادی حقوق دیے گئے ہیں، جو آج بھی انسانی حقوق کے عالمی معیارات سے کہیں بلند ہیں۔

⁷³ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:4، ص:231، دار طيبة، 1440ھ

⁷⁴ صحیح بخاری: 6484

⁷⁵ الصلابی، فقہ الحجرة فی الاسلام، ص:89، دار المعرفة، 1443ھ

⁷⁶ المحشر: 9

⁷⁷ القرطبی، الحب مع الاحکام القرآن، ج:18، ص:45، دار الکتب العلمیة، 1441ھ

⁷⁸ جنک، حقوق المہاجرین فی الاسلام، ص:112، دار القلم، 1442ھ

سیرت نبوی سے رہنمائی: ہجرت کے عملی نمونے

سیرت نبوی میں ہجرت کا واقعہ نہ صرف ایک تاریخی واقعہ بلکہ امت مسلمہ کے لیے ایک رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ہجرت مدینہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے غار ثور میں پناہ لی، جو صبر، توکل، اور حکمت عملی کا بہترین نمونہ ہے۔ امام ابن ہشام نے السیرة النبویة میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے⁷⁹۔

ہجرت کے بعد مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک متوازن معاشرہ تشکیل دیا، جس میں مہاجرین اور انصار کے درمیان کامل ہم آہنگی پیدا کی گئی۔ ڈاکٹر مصطفی السباعی نے اپنی کتاب السیرة النبویة: دروس و عبرت میں اس معاشرتی انقلاب کا تجزیہ پیش کیا ہے⁸⁰۔ سیرت نبوی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہجرت محض جغرافیائی تبدیلی نہیں بلکہ ایک مثالی معاشرے کی تعمیر کا ذریعہ ہے۔

اسلامی ممالک کا کردار: موجودہ دور میں مہاجرین کی کفالت

موجودہ دور میں اسلامی ممالک کو مہاجرین کی کفالت کے حوالے سے اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔ ترکی، پاکستان، اور اردن جیسے ممالک نے شامی اور روہنگیا مہاجرین کو پناہ دے کر اسلامی اصولوں پر عمل کیا ہے۔ ڈاکٹر خالد المذکور نے اپنی کتاب دور الدول الإسلامية في رعاية اللاجئين میں ان ممالک کی کوششوں کا جائزہ لیا ہے⁸¹۔

بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ مہاجرین کے حقوق کے تحفظ کے لیے موثر پالیسیاں بنائیں۔ ڈاکٹر عائشہ یوسف نے اپنے مقالے السياسات الإسلامية تجاه الهجرة الحديثة میں تجویز پیش کی ہے کہ اسلامی ممالک کو اقوام متحدہ کے پلیٹ فارمز پر مہاجرین کے مسائل کو اٹھانا چاہیے⁸²۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مہاجرین کی مدد کرنا نہ صرف ایک اخلاقی فریضہ ہے بلکہ شرعی تقاضا بھی ہے۔

تجزیہ اور تنقیدی جائزہ: موجودہ عالمی نظام کی ناکامیاں

⁷⁹ ابن ہشام، السیرة النبویة، ج: 1، ص: 342، دار ابن حزم، 1440ھ

⁸⁰ السباعی، السیرة النبویة: دروس و عبرت، ص: 156، دار السلام، 1443ھ

⁸¹ المذکور، دور الدول الإسلامية في رعاية اللاجئين، ص: 203، مرکز الدراسات الإسلامية، 1444ھ

⁸² یوسف، السياسات الإسلامية تجاه الهجرة الحديثة، ص: 178، مجلة جامعة الأزهر، 1445ھ

موجودہ عالمی نظام، جو دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام متحدہ کی شکل میں وجود میں آیا، اپنے بنیادی مقاصد میں ناکام رہا ہے۔ اس نظام کا سب سے بڑا مقصد بین الاقوامی امن و سلامتی کو قائم رکھنا تھا، لیکن 1945 سے اب تک 285 سے زائد مسلح تنازعات ریکارڈ کیے جا چکے ہیں۔ 1۔ سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان کے ویٹو پاور نے اس ادارے کو مفاد پرستی کا شکار بنا دیا ہے، جہاں طاقتور ممالک اپنے سیاسی مفادات کی خاطر انسانی المیوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، یمن میں جاری انسانی بحران پر اقوام متحدہ کی بے عملی اس کی واضح مثال ہے۔ 1۔ اسلامی نقطہ نظر سے، یہ نظام عدل اجتماعی کے اصولوں سے مکمل طور پر عاری ہے۔ امام محمد الغزالی نے "احیاء علوم الدین" میں واضح کیا ہے کہ کسی بھی معاشرے کی کامیابی کا دارومدار عدل اور انصاف پر ہے⁸³۔ جدید دور میں ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم نے اپنی کتاب "فلسفۃ النظام العالمی فی الاسلام" میں موجودہ عالمی نظام کے ساختہ نقائص پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے⁸⁴۔

اس نظام کی دوسری بڑی ناکامی اقتصادی اور سماجی ناانصافی ہے۔ عالمی سطح پر امیر اور غریب ممالک کے درمیان خلیج روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق، دنیا کی 1% آبادی عالمی دولت کا 50% سے زیادہ کنٹرول کرتی ہے۔ یہ عدم توازن اسلامی معاشی اصولوں کے بالکل منافی ہے، جہاں زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی نے اپنی تحقیق "الاقتصاد الاسلامی والعملة" میں ثابت کیا ہے کہ اسلامی معاشی نظام موجودہ سرمایہ دارانہ نظام سے کہیں زیادہ انصاف پر مبنی ہے⁸⁵۔ مزید برآں، موجودہ نظام ماحولیاتی تحفظ کے معاملے میں بھی ناکام رہا ہے، جس کی وجہ سے موسمیاتی تبدیلیوں جیسے سنگین مسائل پیدا ہوئے ہیں۔

ہجرت کے مسائل کا حل: بیچہتی بمقابلہ مفاد پرستی

ہجرت کے موجودہ بحران کا بنیادی سبب عالمی سطح پر بیچہتی کا فقدان اور مفاد پرستی کا غلبہ ہے۔ مغربی ممالک نے اپنی سہولت کے لیے ہجرت کے قوانین کو اس طرح تشکیل دیا ہے کہ وہ صرف اپنے معاشی مفادات کا

⁸³ الغزالی، احیاء علوم الدین، ج: 2، ص: 89، دارالکتب العلمیہ، 1440ھ

⁸⁴ ابراہیم، فلسفۃ النظام العالمی فی الاسلام، ص: 145، دارالفکر، 1443ھ

⁸⁵ قاسمی، الاقتصاد الاسلامی والعملة، ج: 1، ص: 203، دارالقلم، 1444ھ

تحفظ کر سکیں۔ مثال کے طور پر، یورپی یونین نے 2015 کے بعد سے پناہ گزینوں کے داخلے میں 90% تک کمی کر دی ہے 1۔ یہ رویہ اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے، جہاں مہاجرین کی مدد کو انسانی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے " :وَأُوۡدُوا۟ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَارِهِمْ⁸⁶"۔ امام ابن قیم الجوزیہ نے "أحكام أهل الذمة" میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مہاجرین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا ایمان کی تکمیل ہے⁸⁷۔

موجودہ دور میں ڈاکٹر خالد محمود شیخ نے اپنی کتاب "الھجرة واللجوء في الشريعة الدولية" میں ثابت کیا ہے کہ بین الاقوامی قوانین اور اسلامی اصولوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر کے ہی ہجرت کے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے⁸⁸۔ ہجرت کے بحران کا ایک اہم پہلو "برین ڈرین" (دماغی نقل مکانی) بھی ہے، جس میں ترقی پذیر ممالک کے ہنرمند افراد ترقی یافتہ ممالک کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ پاکستان جیسے ممالک میں یہ مسئلہ خاصا شدید ہے، جہاں ہر سال ہزاروں ڈاکٹرز، انجینئرز اور سائنسدان بیرون ملک نقل مکانی کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہنرمند افراد کو اپنے وطن میں رہ کر اس کی ترقی میں حصہ ڈالنا چاہیے۔

انسانی اور اسلامی بنیادوں پر حل کی ضرورت

ہجرت کے مسائل کے حل کے لیے انسانی اور اسلامی اصولوں کو بنیاد بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موجودہ نظام میں مہاجرین کو ایک "بوجھ" کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے وہ معاشرے کا اہم حصہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی، جو ایک مثالی معاشرتی انضمام کی بہترین مثال ہے۔ امام ابن ہشام نے "السيرة النبوية" میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے⁸⁹۔ جدید دور میں ڈاکٹر عائشہ یوسف نے اپنی کتاب "الھجرة واللجوء والاجتماعي في الإسلام" میں

⁸⁶ لہجہ: 9

⁸⁷ ابن قیم الجوزیہ، أحكام أهل الذمة، ج: 1، ص: 156، دار ابن حزم، 1443ھ

⁸⁸ شیخ، الھجرة واللجوء في الشريعة الدولية، ص: 178، المكتبة القانونية، 1445ھ

⁸⁹ ابن ہشام، السيرة النبوية، ج: 2، ص: 67، دار ابن حزم، 1440ھ

ثابت کیا ہے کہ سیرت نبوی سے ہجرت کے مسائل کے حل کے لیے گہرے اسباق حاصل کیے جاسکتے ہیں⁹⁰۔

اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ مہاجرین کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک مربوط حکمت عملی اپنائیں۔ ترکی، پاکستان اور اردن جیسے ممالک نے شامی اور روہنگیا مہاجرین کو پناہ دے کر اسلامی اصولوں پر عمل کیا ہے۔ 1۔ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ اقوام متحدہ کے پلیٹ فارمز پر مہاجرین کے مسائل کو زیادہ موثر طریقے سے اٹھائیں۔ ڈاکٹر عمران سلیمان نے اپنے مقالے "دور الدول الإسلامية في حل أزمة الهجرة" میں تجویز پیش کی ہے کہ اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کو مہاجرین کے تحفظ کے لیے ایک خصوصی فنڈ قائم کرنا چاہیے⁹¹۔ مزید برآں، اسلامی بینک برائے ترقی (IsDB) کو چاہیے کہ وہ مہاجرین کی معاشی خود انحصاری کے لیے خصوصی منصوبے شروع کرے۔

انسانیت کی بنیاد پر حل کے لیے ضروری ہے کہ مہاجرین کے ساتھ امتیازی سلوک ختم کیا جائے اور انہیں معاشرے کا برابر کارکن تسلیم کیا جائے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا"⁹²۔ اس آیت کی روشنی میں تمام ممالک کو چاہیے کہ وہ ہجرت کے قوانین کو انسانی ہمدردی اور اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دیں، تاکہ اس عالمی مسئلے کا دیرپا حل نکالا جاسکے۔

نتائج اور تجاویز

ہجرت سے متعلق پالیسیوں میں بہتری کے لیے تجاویز ہجرت ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلہ ہے جس کے لیے جامع پالیسیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلی تجویز یہ ہے کہ ہجرت کرنے والوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی قوانین کو موثر طریقے سے نافذ کیا جائے۔ اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں کو چاہیے کہ وہ مہاجرین کے تحفظ کے لیے واضح رہنما اصول وضع کریں اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔

⁹⁰ یوسف، الهجرة والاندماج الاحصائي في الإسلام، ص: 112، دار السلام، 1444ھ

⁹¹ سلیمان، دور الدول الإسلامية في حل أزمة الهجرة، ص: 189، مجلة جامعة الأزهر، 1445ھ

⁹² الحجرات: 13

دوسری اہم تجویز یہ ہے کہ مہاجرین کو معاشرے میں ضم کرنے کے لیے تعلیمی اور روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ حکومتوں کو چاہیے کہ وہ مہاجرین کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ہنرمندی کے پروگرامز شروع کریں اور انہیں معاشی طور پر خود کفیل بنانے میں مدد فراہم کریں۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ ہجرت کے اسباب، جیسے کہ جنگوں، غربت اور موسمیاتی تبدیلیوں، کو حل کرنے کے لیے طویل المدتی منصوبہ بندی کی جائے۔ بین الاقوامی برادری کو چاہیے کہ وہ ترقی پذیر ممالک کی معاشی اور سماجی ترقی میں مدد فراہم کرے تاکہ ان کے شہریوں کو مجبوراً ہجرت نہ کرنا پڑے۔

مستقبل کی تحقیق کے لیے ممکنہ موضوعات

ہجرت کے شعبے میں مستقبل کی تحقیق کے لیے متعدد اہم موضوعات موجود ہیں۔ پہلا موضوع یہ ہے کہ موسمیاتی تبدیلیوں کے ہجرت پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ ماہرین کو چاہیے کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ کس طرح گلوبل وارمنگ اور قدرتی آفات لوگوں کو نقل مکانی پر مجبور کر رہی ہیں۔ دوسرا اہم موضوع ہجرت اور جدید ٹیکنالوجی کا باہمی تعلق ہے۔ مثال کے طور پر، مصنوعی ذہانت اور بڑے ڈیٹا کے ذریعے ہجرت کے رجحانات کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے؟ تیسرا موضوع ہجرت اور سماجی انصاف کے درمیان تعلق پر تحقیق ہے۔ محققین یہ جاننے کی کوشش کریں کہ کس طرح مہاجرین کو سماجی اور معاشی انصاف فراہم کیا جاسکتا ہے۔ ان موضوعات پر تحقیق سے ہجرت کے مسئلے کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے گی۔

کلیدی نکات کا خلاصہ

ہجرت کا مسئلہ ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی عالمی چیلنج ہے جس کا حل صرف بین الاقوامی تعاون اور مشترکہ کوششوں سے ہی ممکن ہے۔ مہاجرین کے انسانی حقوق کا تحفظ اس سلسلے میں سب سے اہم ترجیح ہونی چاہیے، کیونکہ یہ افراد اکثر جنگوں، تشدد یا معاشی مجبوریوں کے باعث اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہجرت کے بنیادی اسباب جیسے کہ غربت، سیاسی عدم استحکام اور موسمیاتی تبدیلیوں کو سمجھنا اور انہیں دور کرنا طویل المدتی حل فراہم کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، مہاجرین کو معاشرے کا فعال رکن بنانے کے لیے تعلیم اور روزگار کے مواقع فراہم کرنا نہ صرف ان کی خود مختاری کو یقینی بناتا ہے بلکہ میزبان معاشروں کی معیشت کو بھی تقویت دیتا ہے۔ تحقیق اور جدید مطالعات کو جاری رکھتے ہوئے ہجرت کے نئے رجحانات اور چیلنجز کا

جائزہ لینا بھی ضروری ہے تاکہ مؤثر پالیسیاں تشکیل دی جاسکیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، مہاجرین کے ساتھ انصاف اور احسان کا برتاؤ کرنا ایک اخلاقی فریضہ ہے، جیسا کہ قرآن و سنت میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ ان تمام نکات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہجرت کے مسئلے کو جامع اور پائیدار انداز میں حل کیا جاسکتا ہے۔